فکر و نظر

نفاذِ شریعت بل پر اہلحدیث کا موقف

جملہ مُسلمانوں کیلئے دعوتِ اتحاد!

ملک میں بحالیٔ جمہوریت کے بعد نفاذِ اسلام کی باتیں ایک بھولی بسری داستان ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور ماضی قریب میں اس سلسلہ میں جو تھوڑی بہت پیش رفت ہوئی بھی، موجودہ " ہاؤ ہو" کے پُرشور نعروں میں اب اس کی صدائے بازگشت بھی سنائی نہیں دیتی۔ یہ بات فراموش نہیں کی جاسکتی کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کی اٹھان " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی بنیادوں پر ہوئی۔ لہٰذا اس کی بقاء کا راز بھی انہی بنیادوں کی حفاظت میں مضمر ہے۔ لیکن موجودہ بے خدا سیاست جس ڈگر پر چل نکلی ہے، اس سے ان نظریاتی بنیادوں پر یلغار کا خطرہ تو ہر آن لاحق ہے، ان کی حفاظت کی توقع اس سے ہرگز ہرگز نہیں کی جاسکتی۔

" نفاذِ شریعت بل ۱۹۸۵ء" جیسی مساعی اس تاریک ترین ماحول میں امید کی ایک ہلکی سی کرن ہے۔ لیکن بعض حلقے اسے بھی سبوتاژ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، حالانکہ اس بل کو اگر چند ترامیم و اصلاحات کے بعد نافذ کر دیا جائے تو روشنی کی پتلی سی یہ لکیر مطلع الفجر کا پیغام بھی دے سکتی ہے۔

نفاذِ شریعت بل کو سینٹ نے عوامی حلقوں کی آراء کے لئے مشتہر کیا تھا۔ اور آراء کی وصولی کی آخری تاریخ ۲۵ / اپریل ۱۹۸۶ء مقرر کی تھی۔ چنانچہ مختلف حلقوں اور مذہبی گروہوں نے اپنی اپنی آراء سینٹ سیکرٹریٹ اسلام آباد کو روانہ کر دی ہیں یا اس پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا ہے۔ اور اب یہ تجاویز و آراء سینٹ کے زیرِ غور ہیں۔

مندرجہ بل پر تجاویز و آراء یا اس پر ردِ عمل کا اگر جائزہ لیا جائے، تو اُن کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ:

ایک گروہ تو وہ ہے جس نے اس بل کو سینٹ میں پیش کیا اور اسے من و عن منظور کرانے کے لئے عوامی دستخطی مہم چلائی۔

ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ وہ ہے جس نے اس بل کو کلیتہً مسترد ہی نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف بیان بازی بھی کی ہے۔ کیونکہ اس بل کے پیش کرنے والوں سے انہیں یہ شکایت ہے کہ بل پیش کرنے والے، الفاظ کے پیچ وخم سے نفاذِ شریعت نہیں بلکہ نفاذِ فقہ حنفی کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ جبکہ خود ان کا مطالبہ فقہ جعفری کے نفاذ کا ہے ——— اور اِن دونوں گروہوں کے درمیان یہ جھگڑا کافی مدت سے چلا آرہا ہے۔

جبکہ اہل حدیث نے اس بل کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بل میں بعض چیزیں قابلِ ترمیم و اصلاح ہیں اور ان ترامیم و اصلاحات کے بعد اس کا نفاذ ضروری ہونا چاہئے۔ اس اعتبار سے مجموعی طور پر اہل حدیث نے بل کی پُر زور حمایت کی ہے۔

ان ترامیم و اصلاحات کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بل کی دفعہ ۲ شق الف کے الفاظ یوں ہیں:

"شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے۔"

یہ شق شریعت کی تعریف میں ہے۔ لیکن ان الفاظ کے بعد "جو کتاب و سنت ہی ہے۔" کے الفاظ کا اضافہ ضروری ہے۔ تاکہ شریعت کی تعریف مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ متعین بھی ہو جائے۔ کیونکہ شریعت صرف کتاب و سنت ہی میں منحصر ہے۔

۲۔ مذکورہ الفاظ کے اضافہ سے چونکہ شریعت کی تعریف مکمل ہو جاتی ہے۔ اس لئے بل کی اس دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف کے لئے مزید تین شقیں ب، ج، د غیر ضروری بھی ہیں اور کسی حد تک غلط بھی! مثلاً:

شق 'ب' میں قرآن پاک اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کی بجائے شریعت کا ماخذ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ ماخذِ قانون، خود قانون نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس شق سے

کتاب و سنت کے خود شریعت ہونے پر زد پڑتی ہے۔

شق "ج" میں اجماعِ امت سے فقہ کی تدوین کا مخصوص تصور مراد ہے اور اس طریقہ سے فقہ حنفی کا نام لئے بغیر اسے شریعت قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ شریعت بل جملہ مسلمانوں کے لئے ہے، کسی مخصوص فرقہ کے تحفظ کے لئے نہیں۔

شق "د" میں مدون فقہوں کو شریعت یا احکامِ شریعت قرار دیا گیا ہے، جو کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں[1] ورنہ فقہوں کے تعدد کی بنا پر متعدد شریعتوں کا ہونا بھی لازم آئے گا۔ جب کہ شریعت صرف ایک ہے — لہٰذا درست فکر یہ ہے کہ فقہی کاوشیں بلاشبہ ایک بیش قیمت علمی سرمایہ ہیں، جن سے استفادہ کا کوئی بھی منکر نہیں۔ تاہم انہیں شریعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ کہا جاسکتا ہے کہ شریعت (کتاب و سنت) کی تشریحات میں جمود و الحاد کے اندیشہ کے پیشِ نظر شق "ب، ج، د" ضروری ہیں۔ لیکن بل کی دفعہ ۱۲ کی موجودگی میں یہ خدشہ بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ:

"قرآن و سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو اہل بیتِ عظام، صحابہ کرامؓ اور مستند مجتہدین کے علمِ اصولِ حدیث کے مسلّمہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو!"

خلاصہ یہ ہے کہ: **بل کی دفعہ ۲ شق الف میں "جو کتاب و سنت ہی ہے" کے الفاظ کا اضافہ کر کے اس دفعہ کی شقوں "ب ج د" کو حذف کر دیا جائے تو متذکرہ شریعت بل جملہ مسلمانوں کیلئے قابلِ قبول ہو سکتا ہے"**

بہ نظرِ انصاف دیکھا جائے تو اہلِ حدیث نے مذکورہ موقف پیش کر کے امتِ وسط کا کردار ادا کیا ہے۔ اور اہلِ حدیث کی یہ دعوت جملہ مسلمانوں کیلئے دعوتِ اتحاد ہے جس کو قبول کر لینے سے فقہ حنفی بمقابلہ فقہ جعفری کا تنازعہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ فقہ حنفی والوں کو جس قدر فقہ حنفی عزیز ہے اور امام ابو حنیفہؒ ان کے نزدیک جتنا مکرم و محترم ہیں، بعینہٖ شیعوں کو فقہ جعفری اور امام جعفر صادقؒ سے عقیدت ہے پھر حنفی آخر کس بنیاد پر شیعوں

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زیرِ نظر شمارہ کا مضمون "کیا اجتہادی اور قیاسی مسائل شریعت ہیں؟ — نفاذِ شریعت بل کی دفعہ ۲ شق د کا ایک جائزہ!"

کو فقہ جعفری سے دست برداری اور فقہ حنفی کو قبول کر لینے کی دعوت دیتے ہیں ؟ اکثریت تو حق و صداقت کا کوئی معیار نہیں۔ بلکہ یہ لادینیت (SECULERISM) ہے اور جسے اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ چنانچہ قرآنِ مجید "قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ" کا اعلان کر کے اس معیار کو غلط قرار دے رہا ہے۔

مذکورہ دونوں گروہ مرکزِ اتحاد، کتاب و سنت سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے، رسول اللہ کے امتیوں کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ جنہیں ایک دوسرے پر برتری اور فوقیت دینے کی کوششیں فسادِ امت کا باعث تو بن سکتی ہیں، اتحادِ امت کا سبب ہرگز نہیں بن سکتیں، جبکہ اہلِ حدیث ان سب کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم، کتاب و سنت پر جمع کر دینا چاہتا ہے اور اس کی دعوت "أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ" کی قرآنی دعوت ہے۔

لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہلحدیث کا موقف صرف معقول ہی نہیں، ٹھوس اور مدلّل بھی ہے اور جسے کتاب و سنت دونوں کی تائید حاصل ہے۔ چنانچہ سینیٹ میں بل پر بحث کے دوران جب اختلافات کھلیں گے اور ان کی بنا پر خدانخواستہ جب یہ مرحلہ آئے گا کہ "اسلامی جماعتیں اسلام کی تعبیر پر ہی متفق نہیں ہیں، تو پھر آخر کس فرقہ کا اسلام نافذ کیا جائے ؟" تو اس وقت اہلِ حدیث کا ہی واحد موقف اتحاد کی علامت قرار پائے گا اور بل کو بچانے کے لیے ڈھال بنے گا۔

اہلِ حدیث کے موقف کو واضح کرنے کے لیے "رابطہ علمائے اہلحدیث" کی جانب سے لاہور میں "علمائے اہلحدیث کنونشن" کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں مذکورہ موقف کی بھرپور تائید کی گئی اور کم و بیش ایک ہزار علماء کے اس اجتماع میں متفقہ طور پر پاس ہونے والی قرارداد نہ صرف روزناموں (پاکستان ٹائمز، جنگ، نوائے وقت، مشرق، امروز، وفاق) کی زینت بنی اور تمام جماعتی جرائد و رسائل میں شائع ہوئی۔ بلکہ اس قرارداد کو عام کرنے کے لیے دستخطی مہم بھی چلائی گئی۔ اور ہزاروں فارموں پر دستخط کروا کر سینیٹ کے چیئرمین کو متعلقہ رسائل و جرائد اور اخبارات کے ہمراہ روانہ کر دیئے گئے ہیں ـــــ اور یوں حجت کا اتمام کر دیا گیا ہے!

واضح رہے کہ اس قرارداد میں نفاذِ شریعت بل کی بھرپور حمایت کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بل کو پیش آمدہ خطرے کا علاج بھی اس میں تجویز کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اس نازک مرحلے پر تمام دینی جماعتوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ "قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ" پر متفق ہو جائیں کہ ان سب کے درمیان اتحاد کی واحد اساس یہی چیز ہے۔ اور اس سے سرِمو انحراف بھی وحدتِ امت کو پارہ پارہ کرنے کے مترادف ہوگا۔ جس سے ملحدین و متجددین کو، جو اس ملک میں اسلام کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے اور نفاذِ شریعت کی ہر کوشش کو سبوتاژ کرنا وہ اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ "اسلام موجودہ دَور کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے" ——— اور یہ وہ نعرہ ہے جس کے نتائج انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں، چنانچہ ایک مدت بعد سوشلزم کے مُردہ نعرے کا پھر سے احیاء ان کی نظروں سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

اس موقع پر سینیٹ کے ممبران سے بھی ہم یہ اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اس مملکتِ خداداد کو اسلام کے راستے پر چلانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اور نفاذِ شریعت کے ذریعے حکومتی وعدوں کی تکمیل کر کے عند اللہ ماجور ہوں ——— وما علینا الا البلاغ!

(حافظ محمد سعید)

قارئینِ کرام! نوٹ فرمالیں کہ:

یہ شمارہ صرف ایک ماہ (مئی ۸۶ء) کا شمارہ ہے۔ دو عربی مہینوں (شعبان المعظم اور رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ) کا اندراج محض انگریزی مہینہ کی مطابقت کے لیے کیا گیا ہے۔ خریداری کا حساب چونکہ انگریزی مہینہ کی مناسبت سے ہوتا ہے، اس لیے قارئین کی مدتِ خریداری اس سے متاثر نہیں ہوگی۔

(مینیجر)